

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء	نمبر ۴۵

گلدستۂ اخبار

۱۸ سال کا عرصہ گزرا ہے کہ جزائر فلپائن میں ایک بھی مسیحی کلیسیا نہ تھی۔ مگر اب وہاں پر ۵۰۰ کلیسیائیں ہیں اور اُن کے لاکھوں ممبر۔

گزشتہ سال کے بارہ میں جو ماہ جون ختم ہوا برٹش اور فارن سوسائٹیوں نے بائبلیں اور اس کے حصص ۴۹۲ مختلف زبانوں میں تقسیم کیں۔

فرانس میں باوجود سخت جنگ ہونے اور وہاں کی کلیسیاؤں کے اکثر پاسٹر اور ممبران میدان جنگ میں ہیں۔ مگر پھر بھی ابھی تک کوئی کلیسیا معدوم نہیں ہوئی۔

مالی اور روحانی ہر دو حالتوں میں وہ بدستور قایم ہیں۔ موزون ممبران پیٹ سپلائی کرتی رہتی ہیں۔ وہ انہوں نے اپنی ضروریات کے لئے کافی روپیہ جمع کر لیا ہے۔

شاہ روس کا سرمائی محل ایک دنیا میں نہایت عجیب و غریب اور خوبصورت عمارت ہے اس میں ۷۰۰ کمرے ہیں جن میں سے بعض بہت طویل المساحت ہیں اور قدیم چینی ساخت کی بڑی بڑی قیمتی اشیاء اُن میں موجود ہیں گنجایش اس محل میں اس قدر ہے کہ ایک وقت ۵۰۰۰ سپاہی اس میں بنا بگڑے سما سکتے ہیں۔

لنڈن کے ایک گھڑی ساز نے ایک امریکن کے لئے ایسی جیب گھڑی بنائی ہے جس میں ہفتہ کے دن۔ مہینے کے دن۔ چاند کی صورتیں جن سے مہینے کی کمی بیشی ظاہر ہوتی ہے۔ لیپ کے سال کی تبدیلی۔ پندرہ پندرہ منٹ کے بعد بجنے کی حالت منٹ۔ اور خوبی یہ ہے کہ اس کا قد معمولی جیب کے برابر ہے۔

برطانیہ عظمیٰ میں اس وقت ۲۴۵۰۰۰ یہودی موجود ہیں۔ جن میں سے ۱۵۰۰۰ سے زیادہ فوج میں ہیں۔

ان میں سے سینکڑوں کو تمغے اور ۲ یہودیوں کو وکٹوریہ کراس ملا ہے۔

پانچ برطانی کیبنٹ میں معزز درجہ پر سرفراز ہیں۔ ایک لارڈ ریڈنگ (سر آئزک رفس) چیف جسٹس ہے۔

پانچ ہاؤس آف لارڈس میں ہیں۔ چھ پریوی کونسلر ہیں۔ ۱۶ بیرونٹس ہیں ۴۰ نائٹس ہیں ۱۸ ممبران پارلیمنٹ ہیں۔ انگلستان کا سکرٹری ایک یہودی تھا۔

گزشتہ سے پیشتر سال سانپوں کے ڈسنے سے ۲۹۰۰ آدمی مارے گئے مگر گزشتہ سال ۲۶۳۸۵ ہلاک ہوئے۔

تار برقیات

لندن ۶ نومبر۔ ایتھنز سے تار موصول ہوا ہے کہ شاہ کانسٹنٹائن نے مقام ایکاترینیا پر کے واقعہ کی بابت اور اتحادیوں کی قطار سے ۲۰ میل کے اندر اندر فوجوں کی فراہمی پر اعتراض کیا ہے۔

لندن ۶ نومبر۔ وارسا کے گورنر نے مطبع کے ایک بیان میں اس تجویز کا ذکر کیا ہے۔ کہ جرمن گورنمنٹ سپاہیوں کی طلبگار ہے اور کہ قدیم زمانہ کا پولنڈ ایک سپاہیانہ ملک ہے۔

لندن ۶ نومبر۔ امیر البحر نے اعلان کیا ہے کہ ایک بحری سرنگ نے تارپیڈو چلا کے اور ڈنمارک کے ساحل پر کل ایک جرمن ٹورپیڈو ناٹ کو نقصان پہونچا دیا۔ مگر تاحال معلوم نہیں کہ نقصان کیا ہے۔

لندن ۶ نومبر۔ جنرل ہیگ اس سہ پہر کے بیان میں کہتا ہے۔ کہ رات کے وقت دشمن کے ایک بالمقابل حملے نے بیچے ڈے وارین کورٹ کے گرد نواح میں زمین کا ایک قطعہ واپس لے لیا۔ مقام لیس بائیفس کے مشرق کی جانب ہم نے اپنی فتوحات مستحکم کر لیں۔ ہم نے ارمنتائرز اور پیرس کے رقبوں میں دشمن کی خندقوں پر ۲ بار کامیاب یورشیں کیں۔

اس سہ پہر کا مراسلہ پیرس سے راوی ہے کہ ہم لیس بائیفس اور سیلی سیلیسل کے درمیان آگے بڑھ گئے ہیں۔ دشمن نے رات کے وقت ہمارے ان مورچوں پر سختی سے بالمقابل حملہ کیا جو ہم نے سیلی سیلیسل سے سینٹ پیری واآسٹ جنگل تک اپنے قبضہ میں کر لئے تھے۔ شمال اور مغربی کناروں پر کے تمام حملے ہم نے کلدار توپوں اور توپ خانہ کی آتش فشانی کے ذریعہ سے دشمن کے بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کر دیئے۔ مگر دشمن نے جنگل کے جنوب مغرب میں اور سیلی سیلیسل میں تھوڑی سی جگہ واپس لے لی۔ ڈنوب پر خاص گولہ باری ہو رہی ہے۔ مگر پیادہ فوج کی کوئی مٹھ بھیڑ نہیں ہوئی۔

لندن ۷ نومبر۔ جنرل ہیگ کا گزشتہ رات کا مراسلہ مظہر ہے کہ لیس بائیفس اور لے سارس کی گرد و نواح میں ہمارے محاذ پر سخت گولہ باری کی گئی۔ اتوار کے روز جو زمین لے لی گئی تھی اس کا استحکام جاری ہے۔ ہم نے ارمنتائرس کے جنوبی سمت کی خندقوں پر کامیابی سے [illegible]

گزشتہ رات کا مراسلہ آمدہ پیرس راوی ہے کہ سوم کے شمال میں سینٹ پیری واآسٹ جنگل کے شمالی حصہ میں ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہاں کل سے ۶۰۰ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ تصدیق ہو گئی ہے کہ گزشتہ رات جو دشمن نے جنگل پر سختی سے بالمقابل حملہ کیا تھا اس میں اس نے بہت ہی نقصان برداشت کیا ہے۔ دن پر کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ ڈوامنٹ، واکس اور ڈولوپ علاقوں میں گولہ باری جاری ہے۔

لندن ۶ نومبر۔ اٹلی کا ایک سرکاری بیان ہے۔ کہ ہم نے وادیئے ڈنیوسی میں دشمن کے حملے پسپا کر دیئے ہیں۔ دریائے کرسو پر ہم نے کستا گنا ونیزا کے مورچوں پر گولہ باری کی۔ اور کئی مقامات پر ہم آگے بڑھ گئے۔ اور اپنی لائین مستحکم کر لی۔

لندن ۷ نومبر۔ بخارسٹ۔ کارپتھین میں حالت روبترقی ہے۔ جبکہ وادی میں جو تکالیف دشمن نے برداشت کی ہیں وہ سخت تھیں۔ فرانسیسی فوجی مشن کو اب سخت موقعہ درپیش ہے۔ اور اطمینان بخش حالت از سر نو قائم کرنے میں اعلیٰ حکومت کے ساتھ سرفرازانہ طور پر مل کر کام کر رہی ہے۔

لندن ۷ نومبر۔ ایک رومانوی مراسلہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے وادیئے پراہووا میں دشمن کے حملات پسپا کر دیئے۔ گذرگاہ ورکین میں دشمن کی کمک پہونچ گئی ہے۔ اور ہم نے تعاقب موقوف کر دیا ہے۔ ڈینوب کے ساتھ ساتھ گولہ باری متواتر جاری ہے۔ ہمارے آگے بڑھتے ہوئے دستوں نے دشمن کو وادیجا میں پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اثناء رجعت میں دشمن نے چار گاؤں میں آگ لگا دی۔

لندن ۷ نومبر۔ ایک روسی سرکاری مراسلہ بیان کرتا ہے کہ گذرگاہ بیڈیل میں رومانی فوجیں طویل جنگ کے بعد جنوب کی جانب تھوڑا پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ مگر دریائے جیول پر انہوں نے دشمن کو شمال کی طرف پیچھے ہٹا دیا ہے۔

لندن ۷ نومبر۔ روسی سرکاری مراسلہ کہتا ہے کہ دشمن کے متواتر حملے جو لیتپزا ڈورنا کی خاص بلندیوں کو لینے کی غرض سے کئے گئے تھے۔ ان کو ہم نے پسپا کر دیا۔ گیفہ جنگل والے کارپتھین میں جو حملے دشمن نے کئے تھے ان کو ہم نے بالکل ناکارہ کر دیا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیح کی لازم محبت

(۱)

یہ ایک لازمی امر ہے کہ ہمارے خداوند کی باطنی زندگی ہمارے لئے ایک بھید عظیم ہے۔ اور ہم اس کی بابت صرف اسی قدر بیان کر سکتے ہیں جس قدر کہ خداوند نے ہم پر ظاہر کر دیا ہے۔ مگر خداوند کی اُن تمام ظاہر شدہ باتوں سے ہماری توجہ اس تعلق پر غور و فکر کرنے کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ جو وہ باپ کے ساتھ رکھتا تھا۔ سب سے پہلا تعلق جو وہ باپ کے ساتھ رکھتا تھا۔ باپ کا کامل انسانی نظارہ ہے۔ اور جو مسیح میں ہے باپ نے دنیا میں بھیجا تھا پورے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ یوحنا رسول فرماتا ہے کہ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا۔ (یوحنا ۱: ۱۸) اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص انسان کو بتانا چاہتا ہے کہ خدا کیا ہے۔ اُس نے خود خدا کو بالضرور دیکھا ہے۔ اور نہ صرف دیکھا ہی ہے۔ بلکہ خدا کے درمیان میں اور اُن چیزوں کے درمیان میں اپنی زندگی بسر کی ہے جن کو اُس نے باپ کے پاس دیکھا ہے۔ وہ صرف اُن چیزوں کی تصدیق کرتا اور اُن پر شہادت دیتا ہے جن کو اُس نے باپ کے پاس دیکھا ہے۔ چنانچہ نیقودیمس کے ساتھ اُس نے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو ہم جانتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ اور جسے ہم نے دیکھا ہے۔ اُس کی گواہی دیتے ہیں (یوحنا ۳: ۱۱) اور باپ اپنے آپ کو اس پر نہ صرف فطرت کے آئینہ میں۔ فرشتوں میں۔ انسانی زندگی میں۔ بلکہ براہ راست زندگی کے اندرونی شراکت اور رابطہ میں ظاہر کرتا ہے جس میں وہ باپ میں اور باپ اُس میں ہے۔ "اے باپ تو مجھ میں ہے۔ اور میں تجھ میں ہوں" (یوحنا ۱۷: ۲۱)

اگر ہم اس طول طویل زمانہ پر نظر ڈالیں جو اس کی علانیہ خدمت سے قبل تھا جو شہر ناصرہ میں۔ اُس کے عین عنفوان شباب میں۔ اس شہر میں گذرا جو پہاڑ کی چوٹی پر واقعہ ہے۔ جہاں سے دور دور تک وادی میں اور چار سمت دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس زندگی پر غور کریں جس کی بابت ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا۔ (لوقا ۲: ۵۲) تو ہم بخوبی تصور کر سکتے ہیں کہ یہ زمانہ نہایت ہی موزونیت کے ساتھ مقدس استغراق اور عمیق مراقبہ سے پر تھا۔ جس میں فطرت اور انسانی زندگی اس کی نظروں کے روبرو خدا کی اس بادشاہت کی جو وہ اپنے اندر لئے ہوئے تھا تصویروں اور نمونوں میں متبدل ہوتی جاتی ہے۔ اور فرشتوں نے اُس کے سامنے اُن نظاروں اور نمونوں کو کھول دیا جنھوں نے خود اسی میں شکل حاصل کرنا تھا۔ مسیح کے مقدس استغراق اور عمیق مراقبہ والی زندگی کا خاص اور مشخص بیان وہ ہے جو انجیل میں بدیں صورت مسطور ہے کہ اُن دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا مانگنے کو نکلا۔ اور خدا سے دعا مانگنے میں ساری رات گذاری۔ (لوقا ۶: ۱۲ متی ۱۴: ۲۳ - لوقا ۹: ۲۸ - ۵: ۱۶ مرقس ۱: ۳۵) مقدس بیان میں یہ امر بار بار مذکور ہوا ہے کہ خدا کے مکاشفے گوشہ نشینوں ہی پر منکشف ہوا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ خدا کے ساتھ تنہائی میں بسر کرتے رہے ہیں۔ انہیں نے وہ طاقت اور قدرت حاصل کی جو خدا کے وسائل اور ہرکاروں کی حیثیت میں ہر اقران و قرون ماضی پر اثر کرتی رہی ہے۔ کیونکہ خدا کا دیدار اور شرف قبولیت انسان کو تنہائی ہی میں نصیب ہوا ہے۔ تنہائی ہی میں ہمارے خداوند کی ملاقات انبیاء موسےٰ اور ایلیاہ سے ہوئی۔ یوحنا اصطباغی نے ویرانہ ہی میں خداوند سے گفتگو کی۔ یعقوب نے بھی ویرانہ ہی میں خدا کا دیدار کیا۔ اور اسی طرح بیٹے نے بھی ویرانے ہی میں باپ کی آواز سنی اور اس سے اتحاد اور یگانگت حاصل کی۔ مگر بیٹے اور انبیاء کے اس شرف قبولیت کے درمیان فرق یہ ہے کہ باپ کا علم جو مسیح خداوند کو تھا وہ مکاشفہ کے ایک ہی عجیب معجزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا یعنی ایک ہی منفردہ رویا باوجہ انبیاء کو ہوا اور وہ سلسلہ ایک معین عرصہ تک کے لئے بند ہوا اور پھر جاری ہوا۔ مگر بیٹے کا علم باپ کو ایک مسلسل اور دائمی اتحاد کے ساتھ اُس کے اصلی اور ذاتی تعلق سے قائم ہے۔ اور منکشف ہوا اور ترقی پاتا رہا۔ اور اس اتحاد میں کوئی اور کسی قسم کی رکاوٹ مخل اور سد راہ نہ ہو سکی جیسے انبیاء کے اتحاد الٰہی میں اکثر ہوا کرتی تھی۔ وہ جو باپ کے ساتھ ایک ہے۔ اور اُس سے ذاتی تعلق اور اتحاد رکھتا ہے یوں فرماتا ہے۔ کہ میں دنیا کو وہی باتیں بتاتا ہوں جو میں نے باپ سے سنیں (یوحنا ۸: ۲۹) اور کہ بیٹا صرف وہی کر سکتا ہے جو وہ باپ کو کرتے دیکھتا ہے (یوحنا ۵: ۱۹) اکلوتے بیٹے کا تعلق اُس کی یہ باطنی خلوت نشینی اور باپ کے ساتھ تمام اندرونی عملی زندگی کا سلسلہ عین دنیا میں رہتے ہوئے برابر جاری رہا۔ نہایت ہی مشغول کر دینے والی مجلسی زندگی کے درمیان۔ انسان کے ساتھ محبت کی نہایت سنجیدہ اور باافراط زندگی بسر کرتے ہوئے بھی وہ بنی نوع انسان میں لاثانی تنہا زندگی

بسر کرتا رہا۔ ایک طرف اُس کا گہرا اور نہایت نزدیکی تعلق بنی آدم کے ساتھ اس دنیا میں جا بر رہا۔ مگر دوسری طرف علیحدگی خلوت کی زندگی میں وہ باپ کے ساتھ پورے طور پر ملصوق اور علاقہ رکھتا رہا۔ اور یوں وہ خدا کی اور انسان کی حضوریت میں ترقی کرتا گیا۔ (لوقا ۲: ۵۲) بیٹے کا یہ تعلق باپ کے ساتھ قبولیت اور اخلاص کا تھا جو اس کی کامل یا لازم محبت کا ایک پہلو ہے۔ یا وہ فرزندانہ محبت اور تعلق جو وہ باپ کے ساتھ رکھتا تھا۔

قلعہ واڈکس کی فتح۔ ڈوومنٹ کی فتح کے بعد سٹویل کے بڑے قلعوں کا ناس پشتہ واڈکس کا قلعہ بن گیا تھا۔ یہ مقام جنوب مغرب کو واقع ہے۔ جرمن نے فورٹ واڈکس کو سٹ لینے کے لئے مارچ اور اپریل میں پانی کی طرح اپنا خون بہا دیا۔ اور چونکہ انہوں نے اس کے کنارہ کے شمالی ڈھلوانوں پر چڑھ لئے تھے اس لئے اُنہوں نے اعلان کر دیا تھا کہ قلعہ واڈکس اصالتاً سر ہو گیا ہے۔ اس وقت سے لیکر ۸ جون کے آغاز تک وہ برابر چھوٹے چھوٹے مقامی حملہ کرتے رہے۔ جن سے کچھ نتیجہ بر آمد نہ ہوا اور جون کے پہلے ہفتہ میں جرمنوں نے اس کو سر کر لینے میں سخت کوششیں کیں اور ۶ جون کو اس کام میں کامیاب ہو گئے۔ مگر اب ۳ نومبر کا تار آمدہ لندن مظہر ہے کہ برلن کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فرانسیسی گولہ باری کے نیچے جرمنوں نے قلعہ مذا کے ایک خاص حصہ کو آگ لگا کر قلعہ کو خالی کر دیا۔ یہ قلعہ ۲ نومبر کی صبح کو خالی کر دیا گیا۔ اور رات کے وقت فرانسیسی اس میں داخل ہو گئے۔ اس قلعہ کو تسخیر کرنے کے لئے بڑی بڑی اور شاندار قربانیاں کیں اور ڈوومنٹ اور واڈکس کے درمیان ۱½ میل تک باڑ ڈالنے کے لئے جرمنوں کے ۴۰۰ دن خرچ ہوئے۔ مگر فرانسیسیوں نے یہ دونوں قلعے صرف نو دن میں لے لئے۔ گذشتہ ہفتہ میں یہ قلعہ سخت گولہ باری کے مقابلہ میں ایک سپر کا کام دیتا تھا۔ خصوصاً جبکہ فرانسیسی ۱½ ۷ انچی خندقی توپوں کے مقابلہ کے لئے جرمنوں نے بہتیرا حیلے بہانے اس قلعہ کے خالی کر دیئے جانے کی وجہ بیان کرنے میں کئے مگر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ گولہ باری کا سامان وہاں ختم ہو گیا تھا۔

جرمن رپورٹ کا خلاصہ جرمن کے ایک نہایت ہی تجربہ کار اور عمیق نظر کارپس کمانڈر جنرل سکسٹ وون ارنم نے جو فورتھ جرمن کارپس کی حال ہی کی لڑائیوں کی بابت جرمن ہائی کمانڈ کے لئے رپورٹ لکھی ہے۔ اس سے جرمن کی ضروریات اور اتحادیوں کی فتح مندی اور طاقت پر بڑی بھاری روشنی پڑتی ہے۔ یہ رپورٹ اتفاق سے اتحادیوں کے ان کمانڈروں کے ہاتھ لگی ہے جو فرانس میں کمال کر رہے ہیں۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ جرمنوں کو اور زیادہ ہتھیاروں کی۔ بہتر سلسلہ خط و کتابت کی اور بہتر وسائل رسد رسانی کی ضرورت ہے۔ اور کہ اُن کا سٹاف جو عرصہ جنگ و جدل میں بہت کم ہو گیا ہے۔ وہ اصل لڑائی میں غیر مکتفی ثابت ہوا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ہمارے توپ خانوں کا کام ایسا موثر اور کارگر ہے کہ جرمنوں کو اپنی خندقیں اور قسم کی بنانے کی ضرورت ہے۔ یعنی زیادہ فراخ اور اُن کے پہلو زیادہ ڈھلوان بنانے چاہئیں تاکہ اس میں کی فوج کے ان میں مدفون ہو جانے کا خطرہ کم ہو جائے اور کہ توپ خانے اور سپاہ ریزرو ایسی جگہ رکھنے چاہئیں جہاں کہ ہماری توپیں بمشکل پہونچ سکیں۔ وہ اُن مشکلات کا بھی ذکر کرتا ہے جو اس کو کمک پہونچنے میں حایل ہیں۔ حال ہی میں اس امر پر بھی غور کیا گیا ہے کہ جرمن کے بالمقابل حملے بہت کم اور بہت ہلکے ہوتے رہے ہیں۔

جنرل وون ارنم اس امر کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ جب اس کی فوجیں میدان جنگ میں جاتی تھیں تو اُن کے سپاہی بے قاعدہ ہو اور مل جل جاتے ہیں اُن کے ٹیلیفون کے وسائل تسلی بخش نہیں ہیں۔ اور کہ ان وجوہات سے اپنی پیادہ فوج اور توپ خانہ کے درمیان رابطہ رکھنے میں اس کو بڑی دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مسلسل پشتہ بغیر کسی تنگی کے اُس کی اپنی ہی لائنوں کے سامنے بنانے میں اُس کو بڑی مشکلات درپیش آئی ہیں۔ کیونکہ اُس کی پہلی صف کی وہ حالت جو عین لڑائی میں برابر بدلتی رہتی تھی۔ بسا اوقات غیر معین طور پر معلوم ہوتی ہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جرمن کلدار توپیں جو جرمن جارحانہ حملوں کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ بہت ہی بیکار ہیں۔ اور جو گولے اس میدانی ہاونڈز کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ وہ بہت ہی پیچیدہ ہیں"

ان اور دیگر اسی قسم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری "حقیر" فوج جرمن کی "ناقابل مفتوح" فوج کو نیچا دکھانے میں کسی طرح سے کم نہیں ہے۔ اس رپورٹ میں ہماری فوج کے ہیبتناک اثرات کا نکاتی طور پر اعتراف کیا گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ فوج حملہ کرنے میں بڑی زود لگاتی ہے۔ یہ ایک جزو ہے جو اس کے پریشان کر دینے والے توپ خانے کے اثر میں غالباً زیادہ کام آتا ہے۔ اس سے ہمیں یقین ہوتا ہے کہ سومے کے جارحانہ حملوں کی کامیابی کے اندازہ لگانے میں ہم نے غلطی نہیں کی۔ کہ جرمن کی بڑی فوجی مشین دلدل بالکل ناکام رہی ہے۔ اور بالکل ناکارہ ہو جانے کے خطرہ میں ہے۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں کوشش کیجئے



لاہور وچھووالی کی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ

لاہور وچھووالی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ نومبر ۱۹۱۶ء کو ہوگا

اور اسی کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ نومبر کی راتوں کو ۷ سے ۱۰ بجے رات تک فراہم ہوتی رہیگی جو صاحبان خواہ سماجی ہوں خواہ غیر سماجی اس تقریب پر تشریف لے جانا چاہتے ہیں تواریخ مذکورہ بالا پر جا سکتے ہیں۔ تمام خط و کتابت لالہ منشی رام جائنٹ سکرٹری آریہ سماج وچھووالیہ لاہور سے کر سکتے ہیں۔

لندن کی اخبارنویسی اور اخبارنویسوں کی پر مصائب زندگی

(مسٹر بابو لعل صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ لنڈن کے قلم سے)

اخبارنویسی کا پیشہ اپنے حالات کے لحاظ سے پر مصائب ہے۔ کیونکہ جہاں اول اس میں دماغی محنت سے زیادہ کام کرنا ہوتا ہے۔ وہاں دوسری صورت یہ ہے۔ کہ یہاں کام کرنے کا معاوضہ بھی قلیل ملتا ہے۔ اور پھر تیسرا پہلو یہ ہے کہ یہ کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے کوئی خوشگوار نتائج مرتب نہیں کرتا۔ میری رائے میں جن لوگوں کی جسمانی حالت کمزور ہو انہیں تو بھول کر بھی اس پیشہ میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ مزید براں اس صیغہ میں ڈاکٹر اور بیرسٹروں کی طرح نہ تو انسان نام پیدا کر سکتا ہے اور نہ دولت کما سکتا ہے۔ بلکہ یہاں تو صرف ایک ہی کیفیت کا سماں بندھا رہتا ہے۔ کہ کام کرو۔ کام کرو۔ تم آرام کا نام نہ لو۔ سہ پہر کے بعد ولایت میں تم دیکھو گے کہ بیرسٹر لوگ ٹینس کھیل رہے ہیں ڈاکٹر لوگ اپنے دوستوں کے ہمراہ موٹر کار کی سیر کر رہے ہیں۔ اور پارلیمنٹ کے وزراء تھیٹروں میں تماشہ کا حظ اٹھا رہے ہیں لیکن آپ ایک روزانہ اخبار کے کسی ایڈیٹوریل ممبر کو نہ کسی دعوت میں موجود پائیں گے۔ نہ سیر کرتا دیکھیں گے۔ البتہ اتوار کا دن اس سے مستثنے ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ یوں سمجھیے کہ ولایت میں اخبارنویس کے لئے سوسائٹی کی صحبتیں قطعی حرام ہیں۔ اب آپ ایڈیٹر کی زندگی کو چھوڑ کر ایک نامہ نگار کی زندگی کو ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اُس کی تقدیر دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ خود اپنے وقت کا مالک نہیں۔ فلیٹ سٹریٹ لنڈن سے ایک منٹ کے نوٹس پر اُسے حکم دیا جائیگا کہ تم انڈیا یا چین۔ جاپان۔ پیرس۔ پیٹروگراڈ۔ برلن نیویارک یا وائنا کو فوراً روانہ ہو جاؤ۔ اور وہ روزمرہ لنڈن میں ہر کسی مقام پر جانے کے لئے تیار و مستعد رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈیلی نیوز کا ایک جنگی نامہ نگار اپنے ایڈیٹر کے حکم کی انتظار میں گرم و سرد پارچات کے دو صندوق دائیں بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہمیشہ سفر کے لئے تیار رہا کرتا تھا۔ نامہ نگار اپنے فرائض کے لحاظ سے سفر میں مسلسل کئی شب جاگتا ہے۔ کئی دنوں تک اُسے کھانا نصیب نہ ہو مگر وہ اپنے مقررہ فرض کو ادا کرنے کے لئے ہر بات کو دریافت کرے۔ اور ہر معاملہ پر اپنے اخبار کے ایڈیٹر کو صحیح واقفیت بہم پہونچائے۔ (از اخبار عام)

پنجاب کے مسلمانوں میں ستی کی پہلی واردات

گزشتہ دنوں لاہور کے کالجوں کے چند مسلمان طلباء اپنے گھروں میں کوئی اطلاع دیئے بغیر روپوش ہو گئے تھے۔ ان میں سے میڈیکل کالج کا ایک طالب علم مسمی شجاع اللہ بھی تھا جس کی شادی ہوئے ابھی چند ماہ کا عرصہ گزرا تھا۔ اُس کی بیوی نے اپنے خاوند کی واپسی کا چنداں انتظار کیا۔ مگر جب وہ اس بارہ میں قطعی مایوس ہو گئی۔ تو اس نے خاموشی سے اپنے پارچات پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی گھر والوں کو معلوم ہونے پر آگ بجھانے کی بہت کوشش کی گئی مگر بے سود۔ آخر کار تین چار روز کے بعد وہ عورت اپنے خاوند کے ہجر و فراق میں راہی ملک عدم ہو گئی (اخبار عام)

جرمن اپنی شکست کس طرح مخفی رکھتے ہیں؟

(جرمن جنگی نامہ نگار ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ سومے پر جو اتحادیوں کو فتوحات نصیب ہوئی ہیں اُن کی بابت اپنے ناظرین پر صرف یہ نقش پیدا کریں۔ کہ وہ تمام فتوحات صرف مقامی مفاد کی ہیں۔ اور کہ اُن سے ہماری عام حالت پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ چنانچہ پروفیسر ویگنر نے ایک جرمن اخبار میں لکھا ہے کہ ہاں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زمین چھوڑ دینا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ مگر صرف اس نقش کی خاطر جو ہمارے سپاہیوں پر اس سے ہوتا ہے۔ باوجود اس کے جیسا کہ میں متفرق ذرائع کمانڈروں کے ریمارکوں سے جانتا ہوں۔ ہم نے اس وقت ہاتھ سے گئے ہوئے مورچوں کو دوبارہ واپس لے لینے سے بھی خود انکار کر دیا۔ جبکہ اُن کا موقعہ کچھ خاص وقعت اور قدر نہ رکھتا تھا۔ ماہر فن محاربہ ہیپو مومبٹ ایک اخبار میں مغربی برٹش اور فرنچ فتوحات کی بابت لکھتا ہے کہ اگرچہ دشمن ایک جگہ بیرون بابوم سڑک تک پہونچ گیا ہے۔ مگر یہ واقعہ کچھ بہت اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کے

صرف یہی معنی نہیں کہ ہماری دیوار پر سے ایک پتھر اتار دیا گیا ہے۔ اور بس۔ اتحادیوں کا کام ترقی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل وہ اپنے مدعا سے اسی قدر دور ہیں جس قدر کہ ابتدا میں تھے۔ وہ ہمارے مغربی محاذ کو پیچھے ہٹا دینے اور اُس کو معرض خطر میں ڈال دینے کے لئے دس گنا زیادہ زور آور ہو گئے ہونگے۔

جرمن وزیر جنگ کی رائے برطانوی طرز محاربہ پر

حال ہی میں جرمن وزیر جنگ جنرل ستین نے رائخستاگ (جرمن پارلیمنٹ) میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قیصر نے مجھے میدان جنگ سوم میں سے یہاں پریں لے بہت کچھ سیکھ لیا ہے یہاں پر تحسین کیا ہے۔ دشمن خود جو برٹش روز بروز اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور زیادہ سخت ہتھیار میدان جنگ میں استعمال کر رہے ہیں۔ انگریزوں کے تمام خطوط میں قومی دلچسپی ہر امر کے برداشت کرنے کی بڑی بڑی امنگیں نظر آتی ہیں۔ اس لئے ہمیں لازم ہے کہ دشمن کی تمام کوششوں میں اس سے سبقت لے جاویں۔

ہندوستان سے باہر کے لئے بڑے دن کی ولایتی ڈاک کا انتظام

پوسٹ ماسٹر جنرل نے ایک نوٹس جاری کیا ہے جس میں اُس نے وہ تاریخیں بتائی ہیں جن میں آئندہ بڑے دن اور نوروز کے لئے ہندوستان سے لوگ خط و کتابت اور پارسل وغیرہ بیرونجات میں روانہ کر سکتے ہیں۔ بڑے دن کی خاطر بمبئی سے اُن کا حسب ذیل تاریخوں پر روانہ ہونا ضروری ہے۔ نٹال۔ ٹرانسوال۔ اورنج فری سٹیٹ اور کیپ آف گڈ ہوپ کو ۲۳ نومبر تک۔ جاپان کو ۲۵ نومبر تک۔ کناڈا اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کو ۲۶ نومبر پر۔ سلطنت متحدہ فرانس۔ بلجیم۔ ہالینڈ۔ روس۔ ڈنمارک۔ ناروے۔ سویڈن۔ سوئٹزرلینڈ۔ ہسپانیہ۔ پرتگال۔ جبرالٹر۔ سائپرس اور یونان کو ۲ دسمبر پر۔ برٹش ایسٹ افریقہ کو ۷ دسمبر پر۔ اٹلی۔ مالٹا۔ سومالی لینڈ۔ مصر کو ۱۰ دسمبر۔ عدن کو ۱۷ دسمبر پر۔ دیگر ممالک میں چین کو جلد ترین ڈاک کلکتہ سے ۲۸ نومبر کو روانہ ہوگی۔ اور آسٹریلیا کو ڈاک دھنشکوڈی سے روانہ ہوگی۔ پارسل ان تاریخوں سے ایک ہفتہ پیشتر رجسٹر کرنے چاہئیں۔ جن ممالک کی جنگ اتحادیوں کے ساتھ ہے۔ اور جو ممالک کلیتہً دشمن کے قبضہ میں ہیں اُن کا البتہ اس فہرست میں خیال نہیں رکھا گیا۔ اور اسی طرح کسی نہ کسی وجہ سے رومانیہ کا نام فہرست میں پایا جاتا ہے۔

ہندوستانی مسیحیوں کے لئے ایک ہندوستانی مسیحی کلیسیائی بنک کی ضرورت

ہندوستانی مسیحیوں کی مالی حالت کی نہایت نازک اور بے سروپا صورت جو آج ہے وہ کسی ہندوستانی یا غیر ہندوستانی اور خصوصاً فارن مشنری سوسائٹیوں اور ان کے ماتحت مشنری صاحبان سے ہرگز مخفی نہیں ہے۔ اور جس قدر ہندوستانی مسیحیوں کو سلف سپورٹنگ ہونے اور سلف گورنمنٹ حاصل کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ وہ بھی ہر کہہ و مہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہندوستانی مسیحیوں کو ہر پہلو سے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں جہاں سے ان کو ضرورت کے وقت روپیہ دستیاب ہو سکے۔ اور وہ اپنی دنیاوی حالت کو بہتر یا کم از کم اپنے غیر مسیحی ہموطنوں کی دنیاوی حالت کے مساوی بنا سکیں۔ ہندوستانی مسیحیوں کی جن میں غریبوں کی تعداد بیشمار ہے مالی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے اور اگر فارن مشنری سوسائٹیاں ہندوستانی مسیحیوں کی دنیاوی حالت کو بہتر بنانا چاہتی ہیں۔ تو جہاں انہوں نے اُن کے لئے صنعت و حرفت کے کارخانے جاری کئے ہوئے ہیں۔ اور جن سے قدرے فائدہ بھی پہنچا ہے وہاں ہندوستانی غریب مسیحیوں کے لئے وہ ایک بنک بھی بنا دیں۔ جہاں وہ بآسانی روپیہ جمع کرا اور وقت پر وہاں سے لے بھی سکیں۔ اور اگر فارن مشنری سوسائٹیاں اس امر کی طرف توجہ دیں تو اس سے بہتر کوئی بات ہی نہیں۔ ورنہ چند ایک متمول ہندوستانی مسیحی بھائی ہی ایک کمپنی بنا کر اس بڑے کام میں مشغول ہوں اور اس بنک کو نہایت آسان طریقوں سے چلائیں۔ جو غریب مسیحیوں کو یہ سہولیت روپیہ جمع کرنے حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہو جائے۔ گورنمنٹ میسور نے بنگلور میں ایک نیا جمع کرنیوالا اور بچانے والا بنک قایم کیا ہے جس بنک کا کلرک خاص دنوں میں انکے گھروں میں جایا کریگا۔ جو بنک میں روپیہ جمع کرانا یا اُس سے نکلوانا چاہیں وہ تمام چھوٹے چھوٹے دفتروں اور کارخانوں میں جتنی بار ممکن ہوگا اور کم از کم ہفتہ میں ایک بار جایا کریگا۔ وہ اس کام کے لئے ممکن طور پر وہ دن مقرر کریگا جو تنخواہ کا ہوگا۔ الغرض مقصد اس گورنمنٹ میسور کا یہ ہے کہ غریب لوگوں میں کفایت شعاری پیدا کرے۔ اور وقت روپیئے سے اُن کی مدد کرے



مراسلات

اسیسی کا سینٹ فرانسس

گزشتہ سے پیوستہ

اُس وقت سے فرانسس اپنی نظروں میں حقیر معلوم ہونے لگا۔ اور وہ اُن چیزوں کی تحقیر کرنے لگا جنہیں وہ پہلے عزیز رکھتا تھا۔ لیکن ہنوز کامیابی پر نہیں۔ کیونکہ وہ ابھی تک دنیا کی بطالت سے بیزار نہ ہوا تھا۔ تو بھی دنیا کے ہنگامہ سے اپنے آپ کو تھوڑا تھوڑا الگ کرنے کے ساتھ وہ بڑا اعزاز تنہائی اور دعا میں خرچ کرتا تھا۔ اور پہلے کی نسبت زیادہ فراخ دلی سے غریبوں کو خیرات دینے کی کوشش کرتا تھا۔ اس لئے جب کبھی کوئی غریب آدمی اُس سے گھر کے باہر خیرات طلب کرتا تو اگر اُس سے ہو سکتا تھا تو وہ اُسے پیسے دیا کرتا تھا۔ اور اگر اُس کے پاس پیسے نہ ہوتے تو وہ اُسے خالی واپس کرنے کی بجائے اپنی ٹوپی یا کمر بند اُسے دے دیتا تھا۔ اور جب اُس کے پاس ایسی چیزیں نہ ہوتی تھیں۔ تو وہ کسی پوشیدہ جگہ میں جاتا۔ اور اپنی قمیص اتار ڈالتا تھا اور غریب آدمی کو وہاں دے جہاں قمیص اتارتا تھا۔ (ع) اُسے (قمیص۔ ع) خدا کے نام پر لینے کو بھیج دیتا تھا۔

"وہ گرجوں کے واسطے عطیئے خریدا کرتا اور اُنہیں پوشیدگی سے غریب پادریوں کے پاس بھیج دیتا تھا۔"

اور ایک دفعہ جب اپنے باپ کی غیر حاضری میں وہ گھر میں رہتا تھا۔ گو کہ صرف وہ اور اُس کی ماں گھر میں کھانے والے تھے۔ تو بھی وہ میز کو روٹیوں سے بھر دیتا تھا گویا کہ وہ کل خاندان کے لئے تیار کر رہا ہے۔ جب اُس کی ماں پوچھتی کہ تم نے کیوں اتنی روٹی میز پر رکھی۔ وہ جواب دیتا کہ میں نے یہ غریبوں کو خیرات دینے کو رکھی ہے۔ کیونکہ میرے دل میں ہے کہ ہر آدمی کو جو خدا کی محبت کے طفیل سے مانگے خیرات دوں۔ اُس کی ماں جو اپنے اور بچوں سے اُسے زیادہ پیار کرتی تھی جو کچھ وہ کرتا تھا اُسے دھیان میں رکھ کر اور اپنے دل میں زیادہ متعجب ہو کر اُس کی ایسی باتوں کی برداشت کر جاتی تھی۔ کیونکہ ٹھیک جس طرح اُس کا اپنے ساتھیوں کے پیچھے جانے پر دل لگا رہتا تھا اور اُسے اُن کی سنگت میں اتنی خوشی ہوتی تھی کہ وہ اکثر صرف تھوڑا کھانا کھا کر ہی میز پر سے اُٹھ جاتا۔ اور اپنے ایسے بے وقت جانے سے اپنے والدین کو بہت رنجیدہ چھوڑ جاتا تھا۔ اُسی طرح اب اُس کا دل بالکل اس بات پر لگ گیا تھا کہ وہ غریبوں کو دیکھا کرے اور اُنہیں مانگتا سُنے تاکہ وہ اُنہیں خیرات دے سکے۔"

فضل الٰہی سے وہ اتنا تبدیل ہو گیا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ کسی ایسے شہر میں ہو جہاں کوئی اُسے نہ جانتا ہو۔ اور جہاں وہ اپنے کپڑے اتار کر کسی فقیر کے کپڑوں سے اُنہیں بدل لے۔ اور اس طرح خدا کی محبت کی خاطر خیرات مانگنے سے اپنے تئیں آزمائے اب ایسا اتفاق ہوا کہ اس وقت وہ روم کو زیارت کرنے کو گیا تھا۔ اور مقدس پطرس کے گرجے میں داخل ہو کر اور یہ دیکھ کر کہ بعض لوگ کتنا کم نذرانہ دیتے ہیں وہ غور کرنے لگا اور اُس نے اپنے دل میں کہا کہ گو کہ رسولوں کا شاہزادہ حق دار ہے کہ اس کی تعظیم شان و شوکت سے کی جائے۔ پھر یہ لوگ کیوں ایسے اوچھے نذرانے اس گرجے میں گزرانتے ہیں۔ جہاں اُس کا بدن مدفون ہے۔ پس اُس نے بڑے شوق سے اپنا بٹوا نکالا جو روپے پیسوں سے بھرا تھا۔ اور اُسے ذبح کی سلاخوں میں سے اندر ایسے زور سے پھینکا کہ وہ جو نذر دینے کھڑے تھے اُس کے زرق برق نذرانے کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے جب گرجے کے دروازوں کے سامنے گیا جہاں بہت فقیر خیرات مانگنے کو جمع تھے۔ اور چپ چاپ سب سے زیادہ محتاجوں میں سے ایک چیتھڑے حال کے چیتھڑے لینے کو چلا گیا۔ اور اُنہیں پہن کر اپنے کپڑے ایک طرف رکھ دیئے۔ اس کے دل میں ہمیشہ یہ سوال پیدا ہوا کرتا تھا کہ "اے فرانسس تو خود جس نے مفلسی کو اپنی دلہن بنایا ہے۔ کہاں تک مفلسی کی برداشت کر سکتا ہے۔" پس اس نے اُس کا ثبوت اپنے آپ کو شوق سے دیا۔ پھر دوسرے فقیروں کے ساتھ گرجے کی سیڑھیوں پر کھڑا ہو کر وہ فرانسیسی زبان میں خیرات مانگتا رہا۔ کیونکہ وہ فرانسیسی زبان بولنا پسند کرتا تھا۔ گو کہ وہ صحیح نہ بول سکتا تھا۔ اور اپنے کپڑے پہن کر وہ اسیسی کو واپس آیا۔ اُس نے اپنا بھید کسی پر نہ ظاہر کیا۔ اور نہ وہ خدا کے سوا جو اب اُس کی رہنمائی کرنے لگا تھا کسی سے اس معاملہ میں صلاح لیتا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں سچی مفلسی کسی میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اور وہ اس دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ اُسی ہی کا (مفلسی کا۔ ع) خواہشمند تھا۔ اور اُس نے اُس کے ساتھ زندگی بسر کرنے بلکہ مرنے کا ارادہ کر لیا۔

فرانسس کو اب خدا کے فضل سے معلوم ہو گیا تھا کہ پوری مفلسی کی زندگی ہی تمام اور زندگیوں سے بہتر زندگی ہے جو وہ بسر کرنا چاہتا تھا۔ یعنی وہ زندگی جس میں وہ قریباً پورے طور سے اپنے خداوند کے نقش قدم پر چل سکتا تھا۔ اور اب اگرچہ وہ ایسی زندگی کی بہت خواہش کرتا تھا پھر

بھی وہ جانتا تھا کہ ابھی اور آزمائشیں ضروری ہیں تاکہ میں اپنی خواہشوں سے اپنی مرضی کو آزاد کر دوں۔ اور اُس کی آزمائش اِس طرح آئی۔ کہ ایک دن جب وہ ایک جگہ جوش سے دعا مانگ رہا تھا۔ اُسے جواب ملا کہ فرانسس اگر تو میری مرضی پر چلنا چاہتا ہے تو تجھے اِن ساری چیزوں کو حقیر جاننا چاہیئے۔ جنہیں تو نے جسم کے متعلق عزیز رکھا ہے۔ اور جن کے حاصل کرنے کی تو نے آرزو کی ہے۔ اور جب تو یہ کرنا شروع کر دیگا تو اِس کے بعد وہ چیزیں جو پہلے مسرت بخش معلوم ہوتی تھیں۔ ناقابل برداشت اور تلخ ہو جائینگی اور اُن چیزوں سے تو بیحد خوشی اور لطف حاصل کریگا جن سے تو پہلے کشیدہ خاطر تھا۔

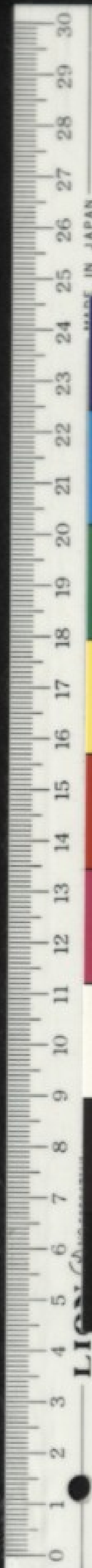
اِن باتوں سے خوشی اور تسلی پا کر وہ اپنی گھوڑے پر سوار ہو کر واپس گیا۔ اور راستہ میں سڑک کے ایک موڑ پر اُسے ایک شخص ملا۔ جو کوڑھی تھا۔ اب فرانسس کو اِس مرض سے بہت نفرت تھی اور اِس موقعہ پر اُس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی۔ گویا واپس ہونا چاہتا ہے۔ تب اپنی بزدلی دیکھکر اور اپنے تئیں خوب ملامت کر کے وہ اپنے گھوڑے پر سے اترا اور اِس غریب کوڑھی کا ہاتھ چوم کر اُسے پیسے دیئے اور اُس سے اطمینان کا بوسہ حاصل کر کے وہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے سفر پر چلدیا۔ اُس وقت سے وہ اپنے کو زیادہ اور زیادہ حقیر جاننے لگا۔

چند روز کے بعد وہ خوب پیسے لیکر کوڑھیوں کے شفاخانہ کو گیا۔ اور سب کو جمع کیا اور ہر ایک کو اُس کا ہاتھ چوم چوم کر خیرات دی۔ اُس وقت جب وہ رخصت ہوا۔ درحقیقت وہ جو پہلے اُس کے لئے تلخ تھا یعنی کوڑھیوں کا دیکھنا اور چھونا اب اُس کے لئے راحت سے مبدل ہو گیا۔ کیونکہ جیسا اُس نے اقرار کیا کوڑھیوں کا دیکھنا اُس کے لئے اتنا تکلیف دہ کام تھا کہ اُس نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں نہ صرف اُن کو دیکھنے سے کنارہ کشی اختیار کرونگا۔ بلکہ اُن کے مکانات کے نزدیک بھی نہ جاؤنگا۔ اور اگر کسی وقت اُسے اُن کی رہائش گاہ کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوتا تھا تو باوجود اِس کے کہ اُسے اُن پر رحم آتا تھا اور اُن کو دوسرے شخص کے ذریعہ سے خیرات دیتا تھا پھر بھی وہ اپنا منہ اور طرف پھیر لیتا تھا لیکن خدا کے فضل سے وہ کوڑھیوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھنے والا یار ہی ہو گیا۔ کہ وہ اُن میں رہتا بھی تھا اور عاجزی سے اُن کی خدمت کرتا تھا۔ اور اِس طرح سے اپنے پر غالب ہونے کی خوشی اور تسلی کے ذریعہ وہ اِن مصیبت زدوں کے پاس لایا گیا۔ جو سب کے سامنے نفرت انگیز تھے۔ اور جن سے سب الگ رہتے تھے۔ ابعد کے زمانہ میں مقدس فرانسس اور اُس کے پیروؤں کے خاص کاموں میں سے ایک کام کوڑھیوں کی خبرگیری کرنا ہو گیا۔ اور مقدس فرانسس کی مرضی یہ تھی کہ سب بھائی کوڑھیوں کے شفاخانہ میں رہا کریں اور اُن کی خدمت کیا کریں۔ اور اُس جگہ خاکساری کی بنیاد ڈالیں۔ (دوسرا باب ختم ہوا)

مستر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید۔

نہیں گول ہے۔ اگر کوئی نہ مانے تو فرمایئے کیا نقصان ہے۔ جس نے مان لیا اُس کو کون سے سرخاب کے پر لگ گئے۔ دنیا میں ایسی سینکڑوں باتیں ہیں جنکا سر تسلیم کرنا ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ رسول فرماتا ہے کہ کوئی ایک دن کو سعد جانتا۔ دوسرا اُس کو نحس سمجھتا ہے۔ اِس میں نقصان دنیا یہ کچھ نہیں لیکن کسی کی صداقت پر شک کرنا بے انصافی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ زید نیک ہے پھر میں کہتا ہوں کہ وہ غلط گو ہے۔ ایسی متضاد باتیں صداقت اور انصاف سے بعید ہیں۔

جب یہ بات مان لیگئی کہ سوامی **سندر سنگھ** صاحب بڑا حقیقی مسیحی مسیح کا نہ صرف سچا خادم۔ بلکہ عاشق المسیح ہے پھر اُس کو سچا نہ ماننا سخت بے انصافی ہے۔ اِس میں کوئی عیب نہیں کہ آپ نہ مانیں کہ کوئی ایسا مہرشی مسیحی کیلاش پربت پر ہے کیونکہ اِس بات کے ماننے یا نہ ماننے پر نہ ہماری نجات ہے اور نہ نقصان ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ایسا نا ممکن ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ سوامی جی غلط کہ رہے ہیں۔ سوامی جی کو ایک نورافشاں کا پڑھنے والا دھوکا باز کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کوئی دھوکا نہ کھائے۔ اس میں کیا دھوکا ہے جو بات آزمائی جاوے۔ اُس پر بغیر آزمانے کے فتوی لگا دینا یہ مسیحی طبیعت کے بالکل خلاف ہے آپ نہ مانیں آپ کی مرضی۔ آزمانے کے واسطے بھی آپ تیار نہیں۔ آپ بڑھاپے کا عذر پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنے کسی جوان بیٹے کو یا کسی دوست کو سوامی جی کے ساتھ روانہ کریں۔ فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر کسی پر بھی آپ کو یقین نہیں تو صاحب من۔ میں اِس وقت ساٹھ برس کا ہوں۔ چلئے آئندہ گرمیوں کے شروع میں سوامی جی کو ساتھ لیکر ہم دونوں چلینگے مر گئے تو کوئی ڈر نہیں۔ اور جو زندہ واپس آگئے تو دنیا پر سوامی جی کی راستی و نا راستی کی شہادت دے سکیں گے۔ آپ نورافشاں کے ریڈر کی آڑ میں شکار نہ کھیلیں۔ سر میدان آویں۔ میں بھی بوڑھا ہوں آپ بھی بوڑھے ہیں۔ مرتے مرتے کچھ تو شہادت چھوڑ جاویں جوان ہمت ہو۔ دو مہینہ کا رستہ ہے۔ کون سی بڑی بات ہے۔ زیادہ مشکل ہوا تو تین مہینے میں ختم کر لیا۔ اگر برفوں میں گل گئے تو اچھا ہوگا۔ کیڑوں کی خوراک ہونے سے بچ رہیں گے۔ یہ بھی شہادت سہی دوسرے صاحبان کی خدمت میں بھی



میری عرض ہے۔ کہ چار جوان اور ہمارے ساتھ ہولیں۔ تو ایک اچھی پارٹی ہو رہیں۔ سارے ہی تو مر نہیں جاینگے۔ آخر سوامی جی بھی دو دفعہ ہو آئے ہیں اگر یہ مہرشی سوامی جی کے تخیل کا نتیجہ ہے۔ تو دوسری دفعہ گزشتہ مئی میں وہ کس کو مل کر آئے۔ اور نئی نئی باتیں ہم کو سناتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ اُن کے دماغ کی اختراع ہے۔ جو انوتیا ہو جاوٗ۔ خدا سلامتی بخشے تو سوامی جی فیصلہ کر کے آئندہ ۱۰ اپریل کو یہ مہم روانہ ہو جائے۔ دنیا کو بھی معلوم ہووے کہ پنجابی مسیحی و دن ہمت نہیں۔

سوامی جی سے میری عرض ہے کہ آپ ایسی باتیں ہر کس و ناکس سے نہ بیان کرتے پھریں۔ کیونکہ سب کو طاقت یقین کی نہیں۔ یہ رموز عشق ہیں یہ دین کی باتیں نہیں کہ ہر ایک سمجھ لے۔ اسی لئے تو طوطئے شیراز فرماتے ہیں۔

بمستوراں مگو اسرار مستی ۔
حدیث جاں مپرس از نقش دیوار
تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت
ہمت دریں عمل طلب از مے فروش کن

خداوند یسوع کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں ایسے عجیب مشاہدات اسرار سے بھرا ہوں کہ اگر بیان کروں تو مذہب والے اُسی وقت کفر کا فتوے دینگے۔ اور مذہب میں وہ باتیں نہیں ہیں جو یسوع میں ہیں۔ ذرا مہربانی سے فلپیوں کا خط پڑھو۔ بار بار پڑھو۔ ہر بار دعا کے ساتھ پڑھو۔ کسی تفسیر کو مت دیکھو۔ آپ کو عیسائیت اور مسیحیت میں فرق معلوم ہوگا۔

من آں مرغم کہ ہر شام و سحر گاہ
بسدرہ سدرہ آواز صفیرم

عریضہ ۔ واعظ

ہم ہندوستان میں بھی مشہور و اہل کمال و دماغ ہو گزرے ہیں جس طرح موجودہ زمانہ میں

ہندوستان کا ماضی و حال

(ڈاکٹر بی۔ بشیر الدین شہباز خاں شہبازنما)

اگر ہم ہندوستان کی گذشتہ تاریخ پر سرسری نظر ڈالیں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہندوستان کو بھی زمانہ ماضی میں کمال حاصل تھا۔ جس طرح دوسرے ممالک میں موجودہ زمانہ میں مشہور و اہل کمال ہیں۔ اسی طرح گذشتہ زمانہ میں بھی ہمسایہ دیس ہم سے سبقت لیجا رہے ہیں۔ اور اپنے نصب العین کو دوڑے جا رہے ہیں۔ اسی طرح زمانہ ماضی میں بھی ہندوستان کا پایہ دیگر ممالک سے بلند تھا۔ اول ہی اول فلاسفی۔ سائنس اور علم ریاضی کے موجد ہندی ہیں۔ اگر ہم مشہور سیاحوں کی کتب کا مطالعہ کریں اور تاریخ کو نظر غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان کو بھی گذشتہ زمانہ میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ میں واقفیت عامہ کے لئے چند مدبر سیاحوں کی رائے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

(۱) میگاستھینز سکندر اعظم کے زمانہ کا مشہور سیاح لکھتا ہے کہ ہندوستان کے مردجن کو اس نے خود دیکھا۔ راست گو اور بہادر تھے عورتیں نیک اور پاک دامن تھیں۔ غلامی کا نام تک نہ تھا۔ ہر شخص دوسرے کی بات کا اعتبار کرتا تھا۔ کوئی آدمی اپنے دروازے کو قفل نہ لگاتا تھا کیونکہ چور اور اٹھائی گیرے ہوتے ہی نہ تھے۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ہی نہ تھا۔

(۲) فاہیان لکھتا ہے کہ انسانوں و حیوانوں کے ہسپتال تھے۔ جہاں لایق لایق حکیم معالجہ کرتے تھے۔ مریضوں کو دوا کے ساتھ کھانا بھی مفت ملتا تھا۔ وغیرہ

پھر علم طبی کی تحقیقات بڑی کوشش اور سرگرمی سے ہوتی تھی۔ اس علم کا سب سے بڑا ماہر چرک تھا۔ اس نے اپنی مشہور کتاب میں نباتات۔ معدنیات اور فلزات سے ہزاروں دوائیں تیار کرنے کی ترکیبیں بڑی تفصیل سے بیان کی ہیں۔ اہل یونان و اہل عرب نے بہت سی باتیں (علم طبی) چرک سے حاصل کی تھیں۔ طب کے علاوہ ہند کے لوگ جراحی کا علم بھی رکھتے تھے۔ اس علم میں سسرت کی کتاب مشہور ہے" وغیرہ وغیرہ۔ مندرجہ بالا تاریخی بیانات اس بات کے شاہد ہیں کہ ہندوستان کا قدم زمانہ ماضی میں ہمسایہ ممالک سے بڑھا ہوا تھا۔ ہندوستان کے مشہور اہل کمال اور شہرہ آفاق فاضلوں کے نام و کارنامے حشر تک شہرت کے آسمان پر چمکتے رہینگے۔ مثلاً مشہور فاضل (پانینی۔ کالیداس) وغیرہ ہندوستان کے ماضی و حال کے بیان کرنے کے لئے تو کئی صفحے درکار ہونگے۔ لیکن ہم چیدہ چیدہ اور مفید مطلب باتوں کے لکھنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں

"زمانہ حال"

ناظرین اخبار ذرا تکلیف گوارا فرما کر اب زمانہ حال یا موجودہ واقعات پر متوجہ ہوں۔ حال کی نسبت جو ہماری حالت ہے اُس سے ہر فرد و بشر واقف ہیں۔ تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم ایسے خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں کہ گویا حشر تک جاگنا قسم ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ مُردوں سے شرط باندھ کر سوئے ہوئے ہیں۔ ہم واقعی مندرجہ بالا مقولوں کے مصداق ہیں۔ کسی نازک خیال شاعر نے ہماری موجودہ حالت کا فوٹو ان اشعار میں کھینچا ہے ؎

کھٹ بنوں میں کام اپنا چارپائی کا رہا
آسترے رجس کے ہیں اور ہاتھ نائی کا رہا

کام بسکٹ کمپنی میں نانبائی کا رہا
ہندیوں کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی کا رہا۔
پھٹنے کا شوق ہے ہم کو بنانے کا نہیں
بندہ پرور یہ طریقہ اس زمانے کا نہیں
افسوس ہے ہم پر۔ جبکہ ہم کو مہربان و انصاف
پرور سلطنت کے زیر سایہ اتنا آرام ہے۔ اور ہر طرح
کی آزادی خوشحالی و فارغ البالی نصیب ہوتی ہو۔
اور ہم اس امن و انصاف کے زمانہ میں ترقی کر
سکتے ہیں۔ اور نہیں کرتے ؎
گر دقت ہے اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہر ایک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی۔
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی۔
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے۔
نکل جاؤ یہ راہ ابھی بے خطر ہے۔
غفلت کا زمانہ گیا۔ اب جاگنے کا زمانہ گیا۔
اب ہر ایک بشر کا جس میں ہندی خون جوش زن ہو۔ اس کا اعلےٰ ترین فرض ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو پھر ترقی کے زینہ تک پہونچائے۔ تھوڑے عرصہ سے ہندوستان کے اخبارات جس بحث کے تختہ مشق بن رہے ہیں۔ اُس سے ناظرین اچھی طرح واقف ہونگے۔ یعنے ہندوستان کو سوراجیہ ملے۔ میری رائے میں ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ ہندوستان کو ایسی ذمہ داری اور حقوق ملیں۔ اور اصل میں خدا لگتی تو یہ ہے کہ ہندوستان کو ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں آتا۔ میں اپنے مضمون کو طول دیکر پیارے ناظرین کی سمع خراشی کرنا نہیں چاہتا بہت سے واقعات بوجہ طوالت مضمون قلم انداز کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ میرے ہندی بھائی میری مندرجہ بالا تحریر کو صحیح معنوں میں لیں گے۔

اب بھی ہندوستان میں ایسے محب وطن و بہی خواہ موجود ہیں جن کے طفیل سے ہندوستان کو ترقی کا جامہ پہنایا جاسکتا ہے صرف ہماری ہمت کی دیر ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ ایسا نہ ہو کہ زمانہ ہم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور ہم سراسیمہ ہوں۔
دیکھو تو بڑھے آتے ہیں پیچھے والے
اوپر کو چڑھے آتے ہیں نیچے والے
گر ہوش ہے کچھ قدم بڑھاؤ تم بھی۔
بڑھ جائیں گے ورنہ تم سے پیچھے والے
؎ خواب غفلت سے ذرا کھول مسافر آنکھیں
شب گئی صبح ہوئی کوچ میں تاخیر ہوئی
فقط والسلام۔ ملک کا خادم
الراقم سچ کہتا ہوں کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

سوامی سُندر سنگھ جی

سلام و دعا۔ آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں اُمید ہے کہ آپ معاف کرینگے۔ اب کیلاش پر کب گئے تھے؟ اور کس رستہ سے؟ آپ براہ نوازش اپنے سفر کا مختصر حال کہ ہندوستان کے کس شہر اور راستہ سے چلتے ہیں۔ اور راستہ کے ارد گرد کون سے قصبے آتے ہیں۔ اور کون سے ندی نالے پڑتے ہیں۔ ٹھہرنے کا کیا انتظام ہے۔ کھانے پینے کا کیا بندوبست ہے۔ کتنے دنوں میں کیلاش پر پہونچتے ہیں۔ یہ مہرشی جن سے آپ کی بات چیت ہوئی کس غار گپھا میں رہتے ہیں؟ اور کیا کھاتے پیتے ہیں؟ اُن سے جو اور بھی باتیں معلوم ہوئیں ہوں تو آپ مہربانی کرکے۔ پچھلے جولائی میں مجھے خود بھی جمنوتری۔ گنگوتری۔ بدری نارائن اور کیلاش کیطرف جانے کا خیال ہوا تھا۔ لیکن ایک ہندوستانی سادھو نے جو لاہور میں ملا تھا اور ادھر ہو آیا۔ یہ صلاح دی کہ اپریل کے وسط میں جانا چاہئیے۔ سردی کم ہوتی ہو۔ شاید میں چلوں۔ مگر ابھی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ کب جانا ممکن ہوگا۔ آپ مہربانی کرکے ان تمام باتوں کا مفصل جواب دیجئے گا۔ آپ کے سفرنامہ کی کیفیت ضرور دلچسپ ہوگی۔ کیونکہ ادھر کے حالات پوشیدہ ہیں۔ گنوار سادھوؤں کی باتوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ آپ شائستہ اور سچے ہیں۔ اس وجہ سے جو کچھ ہوگا وہ درست ہوگا۔ آپ نے جو عجائبات دیکھے ہوں اُن کا بھی ذکر کر دیجئے گا۔ میں آپ کا بہت احسان مند ہونگا۔ آپ کیلاش میں کتنے دن اور کس موسم میں ٹھہرے تھے۔ چند روز ہوئے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ آپ نے نو افشاں میں اعلان کیا ہے کہ جو صاحب کیلاش کو چلنا چاہیں۔ آپ ساتھ لے چلیں گے۔ کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو کب تک ارادہ ہے۔ کیا کوئی آدمی تیار ہوا ہے؟ کوئی تعجب نہیں۔ آپ سے ان باتوں کا جواب پاکر میں بھی آپ کے ہمراہ ہو جاؤں۔

اُمید ہے کہ آپ بہت جلد مجھے مفصل جواب سے جو چاہے اس قسم کے نوٹ پیپر کی چار پانچ شیٹ پر ہی ہو۔ مشکور کرینگے۔ خداوند میں آپ کا خیر خواہ و۔ بے۔ آر۔ ر۔ اے۔ معرفت پوسٹماسٹر ہوپل میں ڈھائی ماہ سے مالوہ کی سیر کر رہا ہوں شاید ایک ماہ اور یہاں پر ٹھہرونگا۔ پھر لاہور کو جاؤنگا آپ جواب جلد دیجئے گا۔

ریلوے گاڑیوں میں آدمیونکی بھیڑ

آجکل ریلوے ٹرینوں میں اسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ ریلوے کی سواری سے تنفر آتا ہے۔ جہاں ایک ایک گاڑی میں ۲۰ یا ۲۵ آدمی بیٹھنے کا حکم لکھا ہوتا ہے وہاں ڈیڑھ دو سو آدمیوں سے کبھی کم نہیں ہوتے۔ اور جس خانہ میں

دس آدمیوں کی نشست ہوتی ہے وہاں پچاس اور ساٹھ سے اوپر بیٹھتے ہیں۔ بہت سے لوگ سونے کے تختوں پر اسقدر اسباب رکھ دیتے ہیں کہ ایک منٹ کیلئے آرام کرنا حرام ہوتا ہے۔ کئی ایک آدمی اوپر کے پھٹوں اور نیچے کے تختوں میں لیٹے ہوتے ہیں انکو دیکھکر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمیوں کے کمرے نہیں بلکہ مال مویشی کے ہیں۔ حالانکہ مال مویشی کے خانے اسقدر تنگی اور صعوبت اپنے اندر نہیں رکھتے جس جگہ میں دو مویشی باندھے جائیں وہاں تیسرے کا آنا ممکن نہیں۔ مگر سٹیشن پر پہلے سے زیادہ ٹھونسے جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات گاڑیوں کو بھی ساتھ سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ کہ اور بھی تنگی پیش ہو نہ معلوم کہ ریلوے والوں کو اس کثرت اور ٹھونسا ٹھونسی سے کیا لطف آتا ہے۔ لوکل ٹرینوں میں تو اسقدر بھیڑ نہیں ہوتی لیکن گاڑیاں پھر بھی زیادہ ہوتی ہیں مگر نہ معلوم ان میل ٹرینوں اور فاسٹ پاسنجر والوں اور ایکسپریس والوں نے کیا تصور کیا ہوتا ہے کہ انکو مرغی مرغوں کی طرح کس کر بھر دیا جاتا ہے گرمی کی موسم میں کئی پیاسے بیمار ہو کر مرجاتے ہیں۔ جیسے کہ ایک گورہ کا ٹرین کراچی سکھر سے لاہور کو آرہا تھا۔ کہ کئی ایک گورے گرمی اور حبس اور پانی کی نایابی سے راستہ میں ہی ہلاک ہو گئے۔ مگر اب گورنمنٹ نے سخت نوٹس لیا اور اب فوجی گوروں کیلئے رات کے سفر اور رات کی ٹرین پسند کیگئی۔ مگر یہ بیچارے تھرڈ کلاس والے چیخ پکار کر رہے ہیں کہ ہم کو بھی سہولت اور آرام سے سفر کرایا جاوے۔ ابھی تو کوئی بھی نہیں سنتا ہم دہلی اور پشاور کے درمیان میں لائن پر کئی دفعہ امرتسر سے راولپنڈی تک سفر کیا ہے کسی دفعہ بھی نہ دن کو نہ رات کو آرام نصیب ہوا بیٹھنا تو درکنار کھڑا ہونیکو بھی جگہ نہ ملتی مسافر باہر لٹکتے ہوئے سارا وقت گذار دیتے ہیں۔ ہاں جاکر لاہور اور وزیر آباد اور لالہ موسیٰ سے کچھ بھیڑ کم ہوتا ہے ایکدفعہ ہم نے دیکھا کہ جب گاڑی ایک سٹیشن سے روانہ ہو کر

چلی تو عورات کے درمیان نشستوں کے لئے اسقدر دھکم دھکا ہوئی کہ ایسا معلوم ہوا کہ شاید کوئی ڈاکو ان پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو انکے وارث اور عزیز بیٹھے تھے انکی چیخ پکار سے لاچار ہو گئے خوف کے مارے انہوں نے ریلوے کے [illegible] کو دبایا کہ ریلوے چلنے سے رک جاوے آخر ایک آدمی نے بولا کہ عورات جگہ کے لئے رو رہی ہیں ڈاکو وغیرہ کوئی نہیں تب ان آدمیوں کو قدرے تسلی آئی۔ یہ حال تو ہمیں ہم سے ہوتا ہے۔ کہ اب مرد عورت کو اپنے ہمراہ مردانہ گاڑیوں میں بٹھا لیتے ہیں۔ مگر عورات کو زنانہ گاڑی میں نہیں بٹھاتے کہ مبادا نشستوں کیلئے انکا باہمی فساد ہو جاوے۔ گرمیوں میں اکثر سٹیشنوں پر پانی پلانیوالے نایاب ہوتے ہیں بچے اور مستورات پانی کو ترستے ہوئے آگے چلے جاتے ہیں۔ ان باتوں کی درستی گورنمنٹ اور ریلوے حکام کو مناسب ہے کہ مسافر بیچاروں کیلئے کوئی اچھا انتظام کریں جس سے یہ فساد اور لڑائیاں کم از کم بند ہو جاویں اور لوگ آرام سے سفر کر سکیں جو لوگ دسہرہ، محرم، بڑے دن کے واپسی ٹکٹ انٹر کے لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ہم کو تھرڈ کلاس میں سفر کرنا پڑتا ہے کیونکہ انٹر کلاس میں تھرڈ سے بھی زیادہ بھیڑ ہوتی۔ ہمارے خیال میں صرف پلیٹ فارم کی سہولت کے اور کوئی فائدہ ان انٹر کے ٹکٹوں سے نہیں۔ ریلوے حکام کو مناسب ہے کہ ان شکایات کو دور کریں۔ [illegible]

سید کریم الدین برق۔ از مجیٹھا۔ ضلع امرتسر

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ع ۱۲/
ہندوستان وپنجاب سے معہ ۰ ۱۴/
غیر ممالک سے ۰ ۰ ۱۶/
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	ے
چوتھائی کالم	صہ	ے	للعہ
نصف کالم	ے	للعہ	وعہ
پورا کالم	للعہ	وعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	ے	۱

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

اطلاع ضروری ۔ نامہ نگاروں کو چاہیئے کہ نہایت خوشخط اور صرف
ایک طرف کاغذ پر لکھا کریں (۲) نامنظور شدہ مضامین واپس
نہیں بھیجے جا سکتے (۳) خط وکتابت کے لئے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ورنہ
جواب نہیں دیا جا سکتا (۴) جو نامہ نگار مہینہ میں کم از کم ایک مضمون
نہ لکھے وہ نامہ نگار نہیں سمجھا جائیگا (۵) بعض نامہ نگار خطوط قلم
زد نہیں بھیجتے ہیں جس سے بڑی دقت ہوتی ہو جاتی ہے کہ دو تین
قسم کے مضامین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ہوں مضمون لکھتے وقت
صفحہ کے ختم ہونے پر اکثر صاحبان حاشیہ پر اوپر نیچے بہت سا
مضمون لکھدیتے ہیں جس کے پڑھنے سے بڑی دقت ہوتی ہے ہر
مضمون صفحہ وار ہونا ضروری ہے۔ ایڈیٹر

پادری سی ۔ بی ۔ ڈیوڈ گیلسپی صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر ونیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام بی بی ۔ براؤن چھپایا